قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا

(متفرقات)

تراویح

کی

حقیقت

فرقان الدین احمد

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقّاً وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہ؛ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہ؛

وَلَا تَجْعَلْہُ مُلْتَبِساً عَلَیْنَا فَنَضِلَّ؛ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَاماً

تراویح کی حقیقت

دیگر تمام ارکان اسلام کی طرح رمضان المبارک بھی اس امت میں ایک ظاہری رسم کی شکل اختیار کر چکا ہے؛اور دیگر ارکان اسلام (نماز؛زکوۃ اور حج) کی طرح روزہ کی اصل اہمیت؛ضرورت اور دین کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ سے اس کے تعلق سے لاعلمی کے باعث امت کی ایک واضح اکثریت تو اس فرضیت کی ادائیگی سے ہی غیر شرعی خود ساختہ عذروں کے باعث اپنے آپ کو محروم رکھتی ہے؛جبکہ امت کے دوسرے حصے کے نزدیک بھی اس سارے مہینہ کی برکتوں کا تعلق؛دن کے روزہ اور رات کے قیام سے زیادہ؛محض افطار اور سحر میں انواع واقسام کے ماکولات ومشربات سے ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق مشہور مقولہ ہے کہ "وہ دن کے شہسوار اور رات کے عبادت گزار تھے"۔جس دین کی چوٹی جہاد فی سبیل اللہ ہو تو وہ دین اپنے ہر امتی میں یہی دو اوصاف دیکھنا چاہتا ہے اور ان دونوں اوصاف کے حصول کے لیے رمضان المبارک ایک بہترین تربیتی خاکہ مہیا کرتا ہے۔رمضان المبارک ہی وہ بابرکت مہینہ ہے؛جو نہ صرف نزول قرآن کا مہینہ ہے بلکہ جہاد فی سبیل سے اس کی خصوصی نسبت کے باعث اس بابرکت مہینہ میں اسلامی تاریخ کے وہ پانچ عظیم جہادی معرکہ برپا ہوئے؛جن کی بدولت اسلام اور مسلمانوں کو باطل اقوام وادیان پر عروج نصیب ہوا ہے۔

- غزوہ بدر (اسلام کے عروج کا آغاز)
- فتح مکہ (حجاز میں اسلام کے عروج کی تکمیل)
- غزوہ تبوک (عجم میں اسلام کے عروج کا آغاز)
- معرکہ حطین (صلیبی جنگجوؤں کے غلبہ سے اسلام کا نشاۃ ثانیہ اول[1])

---

1 صلیبی جنگوں کے نتیجہ میں سقوط بیت المقدس (یعنی قبلۃ الاول مسجد الاقصیٰ) کے بعد امت مسلمہ کے حکمرانوں اور علماؤں میں عصر حاضر کی مانند مذہبی غیرت مکمل طور پر معدوم ہو چکی تھی اور ہمارے مذہبی شعار اہل کتاب کے محکوم ہونے کے باوجود عوام و

- عین جالوت (تاتار کے غلبہ سے اسلام کا نشاۃ ثانیہ دوم[2])

اور اس خصوصی مہینہ کی برکتوں سے بعید نہیں ہے کہ مستقبل قریب میں پنجہ یہود کی علم بردار استعماری طاقتوں کے غلبہ سے جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے امام مہدی رحمۃ اللہ کے ہاتھوں (اسلام کا نشاۃ ثانیہ سوم اور خلافت علی منہاج النبوۃ دوبارہ قائم ہو گی) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں (قبلۃ الاول کا تقدس بحال اور عرب و عجم میں) دین اسلام کے عروج کی تکمیل بھی اسی مہینہ میں ہو۔

جہاد فی سبیل اللہ سے اس بابرکت مہینہ کی خصوصی نسبت کی وجہ دن کے روزہ کے ذریعے؛ اپنی بھوک پیاس اور نفسانی خواہشات کو دین کے تابع رکھتے ہوئے اس تقویٰ کے حصول کی کوشش کرنا جو جہاد فی سبیل اللہ کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے [۔۔۔۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ [سورة التوبه؛ ۱۲۰]۔۔۔ یہ اس لیے ہے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا ماندگی کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں جو کافروں کے غصہ کو بھڑکائے اور یا کافروں سے کوئی چیز چھین لیتے ہیں ہر بات پر ان کے لیے عمل صالح لکھا جاتا ہے، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔] اور رات کے قیام کے ذریعے اللہ سبحان و تعالیٰ کے ساتھ ذکر اللہ کے اس خصوصی تعلق کے حصول کی کوشش کرنا جو جہاد فی سبیل اللہ کے راستوں [۔۔۔۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۔۔۔۔ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔۔۔۔ [سورة المزمل؛ ۲۰]۔۔۔ پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو۔۔۔ اور کچھ اور لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے، پس پڑھو جو اس میں سے آسان ہو۔۔۔] اور قتال فی سبیل اللہ کے میدانوں میں استقامت کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے۔[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ [سورة النفال؛ ۴۵] اے ایمان والو! جب کسی فوج سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔]

رمضان المبارک کے دن کا روزہ اور اس کے ذریعے تقویٰ کے حصول کی سعی تو ایک انفرادی امر ہے اور ہر ساعی اپنی انفرادی سعی کے مطابق اس تقویٰ کے حصول کی امید کر سکتا ہے۔ مگر رات کا قیام؛ تراویح کی شکل

خواص کی اکثریت اس پر مطمئن تھی؛ حطین کے مقام پر سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ کے ہاتھوں صلیبی لشکر کی شکست سے امت مسلمہ کا اس مذہبی زوال سے نشاۃ ثانیہ ہوا اور قبلۃ الاول کا تقدس دوبارہ بحال ہوا۔

[2] سقوط بغداد اور عباسی خلیفہ کے ہلاکو خان کے ہاتھوں قتل کے بعد امت مسلمہ سیاسی طور پر مکمل طور پر زوال پذیر ہو چکی تھی اور عین جالوت کے مقام پر مصر کے مملوکوں کے ہاتھوں تاتاری لشکر کی شکست سے امت مسلمہ کا اس سیاسی زوال سے نشاۃ ثانیہ ہوا اور خلافت اسلامیہ دوبارہ قائم ہوئی۔

میں ایک اجتماعی امر ہونے کے باعث؛ایک ساعی؛ ذکر اللہ (خصوصاً قرآن حکیم کی تلاوت) کے ذریعے اللہ کے ساتھ اپنے خصوصی تعلق کے حصول کی کوشش میں اپنے اجتماعی ماحول کا محتاج ہے۔ مگر وہ اجتماعی ماحول جس میں تراویح سے کل مطلوب ختم قرآن اور تعداد رکعات کی ادائیگی ہی ہو؛ تو ایسے اجتماعی ماحول میں اس اجتماعی عبادت کا مطلوب؛ قرآن حکیم کے ذریعے اللہ کے ساتھ خصوصی تعلق کے حصول کی کوشش نہیں؛ بلکہ اس اجتماعی عبادت کا مطلوب ایک دینی بوجھ سے بری الذمہ ہونا قرار پاتا ہے؛ اور جو عبادت بوجھ کی صورت اختیار کر جائے وہ اپنے مطلوبہ نتائج کے وقوع پذیر سے ہونے سے انفرادی و اجتماعی طور پر قاصر ہوتی ہے۔

اور کیا واقعی ہمارا یہ گمان حق پر مبنی ہے کہ یہی وہ قیام الیل ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "۔۔۔جو شخص ماہِ رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ تراویح پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔۔۔ [سنن ابوداؤد۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۱۳۶۷] "اور کیا واقعی اس قیام الیل میں پڑھے جانا والا قرآن کریم ہماری "اُمْنِيَّةٌ" (خواہش) کے مطابق روز قیامت ہماری شفاعت کرے گا؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" ۔۔۔اور قرآن کہے گا کہ میں نے رات کو اسے سونے سے روکے رکھا اس لئے اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔۔۔ [مسند احمد۔ جلد سوم۔ حدیث ۲۱۲۲]"۔

ہماری تو رمضان کی تراویح سے رغبت کا یہ عالم ہے کہ اپنے سونے کے اوقات تو کُجا؛ ہمارے سکول جانے والے بچوں کے سونے کا وقت ابھی نہیں ہوتا کہ ہم تراویح کے بوجھ سے فارغ ہو چکے ہوتے ہیں؛ اور یہ "طوالت" بھی ختم قرآن سے قبل کی ہے؛ بعد از ختم قرآن؛ باقی ماندہ رمضان میں تو ہماری تراویح سے رغبت کا عالم قرآن حکیم؛ رسول ﷺ کی سنت؛ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں ایک انتہائی خطرناک مذاق کی صورت اختیار کر لیتا ہے [الا ما شاء اللہ]۔

آخر وہ کون سی تراویح ہے۔۔۔۔
جس پر ایمان واحتساب (عیب وصواب کی جانچ پڑتال) کے ساتھ پڑھے جانے کا اطلاق ہو سکتا ہے؟
جس میں پڑھے جانا والا قرآن ہماری شفاعت کا باعث ہو گا؟

اور کیا واقعی تراویح میں۔۔۔۔
محض ختم قرآن ہی مقصود ہے؟
محض آٹھ یا بیس رکعت کی ادائیگی ہی مطلوب ہے؟

رکوع وسجود وتشہد میں بلا ضرورت اور بلا عذر اختصار مطلوب ہے؟

قیام الیل؛ تہجد اور تراویح

تراویح کے لغوی معنی "آرام کرنے" کے ہیں اور شرعی معنی "مخصوص رمضان المبارک میں پڑھی جانے والی وہ سنت نماز جو نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک انفرادی یا اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہے اور اس نماز کا "تراویح" کے لفظ کے ساتھ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت اور اہتمام کے ساتھ پہلی مرتبہ اس نماز کو ادا کرنے کے لیے جمع ہوئے تو وہ ہر دو سلام (چار رکعتوں) کے بعد "ترویحہ" یعنی آرام اور وقفہ کرتے تھے۔ [فتح الباری ۴/۲۵۰، کتاب صلاۃ التراویح]"۔

قیام الیل کی اصطلاح کا اطلاق غیر رمضان میں تہجد اور رمضان میں تراویح دونوں پر ہوتا ہے اور اس لیے قرآن حکیم میں قیام الیل کے احکام کا اطلاق بھی دونوں پر ہوتا ہے؛

- ✓ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا [سورۃ المزمل؛ ۲] رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ۔
- ✓ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا [سورۃ المزمل؛ ۳] آدھی رات یا اس میں سے تھوڑا سا حصہ کم کر دے۔
- ✓ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا [سورۃ المزمل؛ ۴] یا اس پر زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

اور قرآن حکیم رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قیام الیل کے حوالے سے اسوۂ حسنہ بھی بیان کرتا ہے جس کا اطلاق بھی دونوں تہجد اور تراویح پر ہوتا ہے؛

- ✓ إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۔۔۔۔ [سورۃ المزمل؛ ۲۰] بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں (کبھی) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) تہائی رات (نماز تہجد) میں کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ ہی رات اور دن کی پیمائش کرتا ہے، اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا، پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو۔۔۔۔

اور یہ امر بھی متفق علیہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے رمضان میں قیام الیل کے طور پر صرف ایک ہی صورت ہی ثابت ہے؛ نہ کہ ایک ہی رات میں دونوں صورتیں (یعنی تہجد اور تراویح) اور سنت رسول ﷺ سے تراویح کی ادائیگی انفرادی اور اجتماعی دونوں طور پر ثابت ہے۔

✓ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں ایک حجرہ بنایا تھا(سعید کہتے ہیں مجھے خیال آتا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ کہا تھا کہ وہ چٹائی کا تھا)اور اس میں چند شب آپ نے نماز پڑھی۔اس کا علم آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو ہو گیا اس لئے انہوں نے **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی اقتداء کی**؛ مگر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم ہوا تو بیٹھ رہے۔پھر صبح کو ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ "میں نے تمہارا فعل دیکھا؛ اسے سمجھ لیا(یعنی تم کو عبادت کا شوق ہے)تو اے لوگو! **اپنے گھروں میں نماز پڑھو** کیونکہ فرض نماز کے علاوہ آدمی کی نمازوں میں افضل نماز وہ ہے جو اس کے گھر میں ہو"۔ **[صحیح بخاری۔جلد اول۔اذان کا بیان۔حدیث ۷۰۲]**

آج بھی اہل علم کے ایک گروہ[3] کا مؤقف ہے کہ حفاظ کے لیے انفرادی جماعت افضل ہے تا کہ ان کو رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ دورہ قرآن کی مشابہت نصیب ہو سکے اور غیر حفاظ کے لیے اجتماعی جماعت افضل ہے تا کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طویل قیام والے قیام الیل سے مشابہت نصیب ہو سکے۔

اسی طرح آثار صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے بھی صرف رمضان المبارک کے قیام الیل پر تراویح کی اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے؛ جس کے اختتام پر وتر کی ادائیگی سنت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔

✓ امام زید اپنے والد امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے وہ اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس امام کو رمضان میں تراویح پڑھانے کا حکم دیا اسے فرمایا کہ وہ لوگوں کو **بیس رکعات** پڑھائے، ہر **دو رکعت** پر سلام پھیرے، ہر **چار رکعت** کے بعد آرام کا اتنا وقفہ دے کہ حاجت والا فارغ ہو کر وضو کر لے اور (یہ بھی حکم دیا کہ قاری) **آخر میں وتر** پڑھائے۔ **[مسند الامام زید ص۱۵۸،۱۵۹]**

تراویح کا مقصود و مطلوب

دین میں تمام عبادات[4] مقصود نہیں بلکہ مطلوب کے درجہ پر ہیں؛ اور تمام جن و انس اس مطلوب کے مخاطب اور مکلف ہیں: [وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ [سورۃ الذاریات؛۵۶] اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس

---

[3] سلف میں اس مؤقف کے حامل امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں(بحوالہ صحیح بخاری)اور عصر حاضر میں مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ بھی اسی مؤقف کے حامل ہیں(بحوالہ انعام الباری)

[4] عبادات کی تفصیل کے لیے کتاب "قوا انفسکم و اھلیکم نارا" میں مضمون "عبادت اور عبادات کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔] اور ہر مسلمان جن وانس سے صرف فرائض نہیں بلکہ کل عبادات بشمول سنتوں کی ادائیگی مطلوب ہے[5]؛[يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ [سورة البقرة؛ ۲۰۸] مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔] اور اس مطلوب کی ادائیگی کا اصل ہدف توحید مقصود کی صورت میں اللہ سبحان و تعالیٰ کی محبت کا حصول ہے جو قرآن حکیم کے فتویٰ کے مطابق صرف مؤمنین کا خاصہ ہے؛[وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ۔۔۔۔ [سورة البقرة؛ ۱۶۵] اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیے، اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔۔۔] ۔ اور محبت کے حصول کے لیے لازم ہے کہ انسان جس ہستی کی محبت کے حصول میں کوشاں ہو؛ تو پہلے اس کی قربت اختیار کرے؛ جیسا کہ

- ✓ ابو ہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "۔۔۔۔۔ اور میرا بندہ میری **فرض** کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ **میرا قرب** حاصل کرتا ہے اور میرا بندہ ہمیشہ **نوافل** کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں **اس سے محبت** کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔۔۔۔" [صحیح بخاری۔ جلد سوم۔ دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان۔ حدیث ۱۴۲۹]

غرض کہ عبادات میں فرائض کی ادائیگی کا مقصد اللہ سبحان و تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے اور نوافل یعنی سنن کی ادائیگی کا مقصد اللہ سبحان و تعالیٰ کی محبت کا حصول۔ اللہ کی قربت اور محبت کے حصول میں کامیابی کا معیار قرآن و حدیث میں بیان کردہ؛ ان عبادات کے وہ مطلوبہ ظاہری و باطنی آثار ہیں؛ جو نفس انسانی پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور ان ظاہری و باطنی آثار کے حصول کا واحد ذریعہ نیت کے اخلاص کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی کامل اتباع کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ [لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [سورة الاحزاب؛ ۲۱] البتہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔] اور یہی اللہ سبحان و تعالیٰ کی قربت سے دوری کا خوف ہمیں اس دنیا میں حرام

---

[5] مزید تفصیل کے لیے انفرادی مضمون "صغیرہ گناہ کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

معاملات سے روکنے کا باعث بنتا ہے اور اللہ سبحان و تعالٰی کی محبت سے محرومی کا خوف ہمیں اس دنیا میں مکروہ و مشتبہ معاملات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اللہ سبحان و تعالٰی کا یہ خوف دنیا و آخرت میں تقویٰ کہلاتا ہے۔ اور جب یہی اللہ سبحان و تعالٰی کے خوف پر مبنی تقویٰ؛ اللہ سبحان و تعالٰی کی عظمت پر مبنی خشیت میں تبدیل ہو جاتا ہے؛ تو انسان کو احسان کا وہ مقام نصیب ہوتا ہے جہاں سے اسے عبادات کی لذت نصیب ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اب ہر نیکی اس لذت میں اضافہ کا باعث بنتی ہے جبکہ اس کے موقع کو ضائع کرنا اس لذت سے محرومی کا باعث۔ [۔۔۔۔إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ [سورۃ الانبیاء؛ ۹۰]۔۔۔۔بے شک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے تھے اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے، اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے۔] اور انہی خاشعین کے لیے اللہ سبحان و تعالٰی کا دنیا و آخرت میں رضامندی کا وعدہ ہے [جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ [سورۃ البینۃ؛ ۸] ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کی بہشت ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے، یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے] ۔

عبادات میں سے نماز کی عبادت سے عمومی مطلوب فاحشہ اور منکر سے رکنا ہے [۔۔۔۔إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔۔۔۔ [سورۃ العنکبوت؛ ۴۵]۔۔۔۔بے شک نماز بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔۔۔۔] اور تہجد کی نفل نماز کا اضافی مطلوب نفس کو اپنے تابع اور قولی نفاق[6] سے پاکیزگی نصیب کر کے اللہ کی محبت کا حصول ہے [إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَأَقْوَمُ قِيلًا [سورۃ المزمل؛ ۶] بے شک رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور بات بھی صحیح نکلتی ہے۔] جبکہ تراویح کی نفل نماز کا اضافی مطلوب حدیث رسول ﷺ کی روشنی میں اپنے ایمان اور احتساب (یعنی اپنے عیوب اور نیکیوں کے مواقع کی نشاندہی) میں اضافہ کے ذریعے اللہ کی محبت کا حصول ہے "۔۔۔جو شخص ماہِ رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ تراویح پڑھے گا تو اللہ تعالٰی اس کے گناہ بخش دے گا۔۔۔ [سنن ابوداؤد ۔ جلد اول ۔ نماز کا بیان ۔ حدیث ۱۳۶۷] "۔ اگر ہم اپنی نمازوں میں عمومی مطلوب یعنی فاحشہ اور منکر سے محرومی کے باعث اللہ سبحان و تعالٰی کی قربت کے حصول سے ہی محروم رہ گے؛ تو اضافی مطلوب کے ذریعے اللہ کی محبت کے حصول کی کوشش ایک لایعنی امر ہے۔

---

[6] تنہائی کی تہجد کی نماز میں؛ ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن اور دل کے ساتھ اس پر تدبر کے باعث؛ زبان و دل کو وہ ہم آہنگی نصیب ہوتی ہے جو قولی نفاق سے نجات پانے کا ذریعہ بنتا ہے۔

عبادات میں موجود مطلوب آثار ایک عامی کے لیے "لازم" یعنی اس کی ذات تک محدود؛ مگر ایک عالم کے لیے "متعدی" یعنی اس کے علم وعبادات کے ظاہری وباطنی اثرات سے اس کے تابعین اور مقتدیوں کا بھی تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ایک عالم کا "وارث رسول ﷺ" ہونے کے باعث؛اس کا منصب حقیقی ہے کہ وہ عوام کو دینی پستی سے نکال کر دین کی بلندیوں تک پہنچانے کی قولی اور عملی کوشش کرے؛اگر وہ اپنے علم وعبادات کے ظاہری اور بالخصوص باطنی اثرات سے ہی محروم ہے تو وہ یہ ذمہ داری کیسے ادا کرے گا؟۔

- ✓ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ **[سورۃ آل عمران؛ ۱۶۴]** اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے **رسول بھیجا** (وہ) ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور **انہیں پاک کرتا ہے** اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔
- ✓ "۔۔۔میں نے عرض کیا! اے اللہ کے رسول ﷺ حنظلہ رضی اللہ عنہ تو منافق ہو گیا؛ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم **آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں** تو آپ ﷺ ہمیں جنت و دوزخ کی یاد دلاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ آنکھوں دیکھے ہو جاتے ہیں۔۔۔۔"
  [صحیح مسلم۔ جلد سوم۔ توبہ کا بیان۔ حدیث ۲۴۶۵]

امت مسلمہ کے زوال کی اصل وجہ اس کے علماء حضرات کا اپنے علم وعبادات کے ظاہری اور بالخصوص باطنی اثرات سے محروم ہونا ہے؛ جس کے باعث یہ "وارث الانبیاء" اپنے خطابات اور وعظ میں عام جاہل عوام کو ہی معاشرہ میں دین کی پستی کا سبب قرار دیتے نظر آتے ہیں؛اس بات سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت دینی طور پر پست ترین معاشرہ میں ہوئی تھی مگر انہوں نے کبھی بھی اس بات کو عذر کے طور پر استعمال نہیں کیا۔

تراویح سنت مؤکدہ یا غیر سنت مؤکدہ

فقہ حنفی کے مطابق سنتِ مؤکدہ ایسے عمل کو کہتے ہیں جسے حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو یا کرنے کی تاکید کی ہو اور بلا عذر کبھی ترک نہ کیا ہو، اس کا حکم بھی عملاً واجب کی طرح ہے، یعنی بلا عذر اس کا تارک گناہ گار اور ترک کا عادی سخت گناہ گار اور فاسق ہے اور شفاعتِ نبی ﷺ سے محرومی کا مستحق ہے۔

احادیث رسول ﷺ کے مطابق اوائل اسلام میں قیام الیل؛ تہجد کی صورت میں؛ فرض کے مقام پر تھی اور پنجگانہ نماز کی فرضیت کے بعد اس کی حیثیت نفل قرار پائی؛ مگر یہ نماز خصوصی طور پر رسول اللہ ﷺ کے اور عمومی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عام معمول میں شامل رہی۔ مزید براں احادیث میں تہجد کے عمومی فضائل کے بیان کے دلائل بھی موجود ہیں اور بلا عذر رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کو ترک کرنے کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔

اسی طرح فرضیت رمضان کے بعد قیام الیل؛ تراویح کی صورت میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عام معمول میں شامل رہی۔ احادیث میں تراویح کی ترغیب کے دلائل بھی موجود ہیں اور بلا عذر رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کو ترک کرنے کا کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔ تو مندرجہ بالا سنتِ مؤکدہ کی تعریف کا اطلاق رمضان وغیر رمضان قیام الیل (یعنی تہجد اور تراویح) دونوں پر ہوتا ہے۔

مگر تراویح کی جماعت رسول اللہ ﷺ سمیت؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور کے اوائل تک؛ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عام معمول میں شامل نہ تھی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تراویح کی جماعت کے آغاز کی علت محض انفرادی جماعتوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کرنے کی تھی؛ نہ کہ تراویح کی جماعت کے کسی خصوصی فضائل یا بلا عذر اس کی جماعت کو ترک کرنے پر کسی وعید کے دلائل پر۔ اس بنیاد پر مندرجہ بالا سنتِ مؤکدہ کی تعریف کا اطلاق تراویح کی جماعت پر نہیں ہوتا ہے۔ اور اہل علم کے ایک گروہ[7] کا یہی مؤقف ہے۔

قرآن حکیم میں موجود [يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ [سورة البقرة؛ ۲۰۸] مومنو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے پیچھے نہ چلو وہ تو تمہارا صریح دشمن ہے۔] اور [لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا [سورة الاحزاب؛ ۲۱] البتہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔] والی صریح آیات کی روشنی میں ہمارے ہر ظاہری عمل پر سات حالتوں میں مندرجہ ذیل کسی ایک حالت کا اطلاق ہوتا ہے؛

أ. عمل کی؛؛؛ **اعلیٰ ترین** والی حالت (رسول اللہ ﷺ کے کامل اور افضل ترین عمل کے عین مطابق عمل)[8]

---

[7] عصر حاضر میں مفتی تقی عثمانی حفظہ اللہ بھی اسی مؤقف کے حامل ہیں (بحوالہ انعام الباری)

[8] عمل کی وہ شکل جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال یا اعمال کے حساب سے کامل ترین اور زیادتی پر مشتمل ہو۔

ب. عمل کی ؛؛؛ قابل قبول والی حالت (اعلیٰ ترین عمل میں جواز والے عمل[9] کی شمولیت؛ یا شرعی عذر[10] کی موجودگی میں فرض عمل کا ترک اور جائز عذر[11] کی موجودگی میں سنت عمل کا ترک)

ت. عمل کی ؛؛؛ صغیرہ گناہ والی حالت (قابل قبول عمل میں مکروہ اعمال کی شمولیت؛ یا سنت والے عمل کی اہمیت کے اقرار کے ساتھ ناجائز عذر کے باعث ترک)

ث. عمل کی ؛؛؛ عملی نفاق والی حالت (فرض یا سنت والے عمل کی اہمیت سے قولی انکار کرتے ہوئے سستی اور بے دلی کے ساتھ اس پر مجبوراً عمل)

ج. عمل کی ؛؛؛ کبیرہ گناہ والی حالت (قابل قبول یا صغیرہ گناہ والی حالت والے عمل میں حرام عمل کی شمولیت؛ یا سنت والے عمل کی اہمیت کے انکار کے باعث ترک؛ یا فرض والے عمل کی اہمیت کے اقرار کے ساتھ غیر شرعی عذر کے باعث ترک)

ح. عمل کی ؛؛؛ کفر مجازی والی حالت (فرض عمل کی اہمیت سے انکار کے باعث ترک؛ یا ضروریات دین میں موجود سنت عمل کا قولی و عملی انکار)

خ. عمل کی ؛؛؛ کفر حقیقی والی حالت (ضروریات دین میں موجود فرض عمل کا قولی و عملی انکار)

کسی بھی عمل کے ظاہری و باطنی اثر کے حصول کے لیے اس کا کم از کم قابل قبول حالت میں ہونا لازم ہے اور جیسے جیسے وہ عمل اپنی اعلیٰ ترین حالت کی طرف ترویج پاتا ہے تو اس کا ظاہری و باطنی اثر بھی تیز ہو جاتا اور اس کی لذت بھی نصیب ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور اگر ہمارا عمل اپنی موجودہ ظاہری حالت سے بہتر حالت کی طرف ترویج نہیں پا رہا؛ تو یاد رہے کہ باطنی طور پر ہم اپنی موجودہ حالت سے بدتر کی طرف زوال پذیر ہیں کیونکہ باطن کبھی بھی ہمارے ظاہر کی طرح جمود کا شکار نہیں ہوتا۔

---

9 عمل کی وہ شکل جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال یا اعمال کے دائرہ میں رہتے ہوئے؛ مکروہ عمل کے حد فاصل اور اعلیٰ ترین سطح کے درمیان ہو۔

10 وہ عذر جو قرآن و حدیث کے دلائل سے ثابت ہو۔ فرض عمل چاہے اس کا تعلق عبادت سے ہو یا معاملات سے؛ اس کے ترک کی رخصت قرآن و حدیث سے ثابت ہونا لازمی ہے؛ ورنہ اس کا ترک کبیرہ گناہ قرار پائے گا۔

11 وہ عذر جو کسی دینی و دنیاوی نفع کے حصول یا کسی دینی و دنیاوی ضرر سے بچاؤ پر مبنی ہو۔ سنت عمل چاہے اس کا تعلق عبادت سے ہو یا معاملات سے؛ اس کے ترک کی رخصت اسی جائز عذر کے تابع ہے؛ ورنہ اس کا ترک صغیرہ گناہ قرار پائے گا۔

مثلاً تبلیغ[12] کا قابل قبول درجہ ابتدائی طور پر تعلیم و تعلّم (یعنی سیکھنا سکھانا) سے شروع ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میری بات دوسرے لوگوں کو پہنچا دو اگرچہ وہ ایک ہی آیت ہو۔۔۔۔" [صحیح بخاری۔ جلد دوم۔ انبیاء علیہم السلام کا بیان۔ حدیث ۷۱۸] فرق صرف یہ ہے کہ اس ابتدائی قابل قبول درجہ میں ایک عامی اپنی رعیت یعنی اہل تک تبلیغ کرنے کا مکلف ہے اور ایک عالم عمومی طور پر معاشرہ کو تبلیغ کرنے کا مکلف ہے؛ مگر دونوں کے لیے تبلیغ کا اعلٰی ترین درجہ اقدامی جہاد فی سبیل اللہ[13] کے ذریعہ اللہ کے کلمہ کی سربلندی کی سعی ہے؛ جیسا کہ قرآن حکیم کا حکم ہے کہ " قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ [سورۃ التوبۃ؛ ۲۹] "جو اہلِ کتاب میں سے **خدا پر ایمان** نہیں لاتے اور نہ **روزِ آخرت** پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان **چیزوں کو حرام** سمجھتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ **دینِ حق** کو قبول کرتے ہیں؛ **ان سے جنگ کرو** یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔" اگر ایک عامی و عالم دونوں تبلیغ کا اعلٰی ترین درجہ حاصل کرنے کی سعی کے عملی طور پر تارک ہوں تو وہ باطنی طور پر قابل قبول درجہ سے بتدریج نفاق کی حالت پر پہنچ جاتے ہیں؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جو شخص جہاد کے بغیر مر جائے اور اس کے دل[14] میں جہاد کی خواہش بھی نہ ہو تو وہ **منافقت کی حالت پر** مرا۔" [المستدرک۔ جلد ۲۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۴۱۹]۔

تراویح کی جماعت کو بھی ہم مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں سمجھ سکتے ہیں۔۔۔۔

أ. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **اعلٰی ترین** والی حالت (رسول اللہ ﷺ کے کامل اور افضل ترین عمل کے عین مطابق عمل؛ مثلاً دو تہائی رات تک قیام)

ب. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **قابل قبول** والی حالت (اعلٰی ترین عمل میں جواز والے عمل کی شمولیت؛ مثلاً ایک تہائی رات تک قیام؛ یا جائز عذر کی موجودگی میں تراویح کی جماعت کا ترک)

---

12 تبلیغ کی تفصیل کے لیے کتاب "قوا انفسکم و اهلیکم نارا" میں مضمون "تبلیغ کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

13 جہاد فی سبیل اللہ کی تفصیل کے لیے کتاب "قوا انفسکم و اهلیکم نارا" میں مضمون "جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت" اور "جہاد فی سبیل اللہ پر عمومی اعتراضات کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔

14 دل کی خواہش یا نیت عمل کو ملتزم ہے جیسا کہ قرآن حکیم منافقین کے بارے میں فرماتا ہے کہ " وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا مَعَ الْقَاعِدِينَ [سورۃ التوبۃ؛ ۴۶] "اور **اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے** لیکن خدا نے ان کا اُٹھنا (اور نکلنا) پسند نہ کیا تو ان کو ہلنے جلنے ہی نہ دیا اور (ان سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔"

ت. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **صغیرہ گناہ** والی حالت (قابل قبول عمل میں مکروہ اعمال کی شمولیت؛ مثلاً مقتدیوں کا ظاہری خضوع کے بغیر یا امام کے بے ضرورت اختصار کے باعث مقتدیوں کے رکوع و سجود میں نقص؛ یا تراویح کی جماعت کی اہمیت کے اقرار کے ساتھ ناجائز عذر کی موجودگی میں ترک[15])

ث. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **عملی نفاق** والی حالت (تراویح کی جماعت کی اہمیت سے انکار کرتے مجبوراً سستی اور بے دلی کے ساتھ اس کی ادائیگی)

ج. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **کبیرہ گناہ** والی حالت (قابل قبول یا صغیرہ گناہ والی حالت والی تراویح کی جماعت میں حرام عمل کی شمولیت؛ مثلاً تجوید کے قواعد کے بغیر قرات کرنا؛ یا تراویح کی جماعت کی اہمیت کے انکار کے باعث عملی ترک)

ح. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **کفر مجازی** والی حالت (تراویح کی جماعت ایک متفق علیہ امر ہونے کے باعث ضروریات دین میں شامل ہے؛ اس لیے اس کا قولی و عملی انکار کفر مجازی ہے)

خ. تراویح کی جماعت کی؛؛؛ **کفر حقیقی** والی حالت (تراویح کی جماعت ایک سنت عمل ہے جس کے باعث کفر حقیقی کی حالت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا)

فرض اور نفل نماز کی جماعت

فرض نماز کی جماعت اور نفل نماز کی جماعت میں بعینہ وہی فرق ہے جو خود فرض نماز اور نفل نماز میں ہے۔

فرض نماز کی جماعت کے ترک پر وعید موجود ہے؛؛؛؛

- ✓ ابو ہریرہ ؓ روایت کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے؛ میں نے قصد کیا کہ حکم کروں لکڑیاں توڑ کر جلانے کا؛ پھر حکم کروں میں نماز اور اذان ہو؛ پھر حکم کروں ایک شخص کو امامت کا اور وہ امامت کرے؛ پھر جاؤں میں پیچھے سے ان لوگوں کے پاس **جو نہیں آئے جماعت میں اور جلادوں ان کے گھروں کو**؛ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر کسی کو ان میں سے معلوم ہو جائے کہ ایک ہڈی عمدہ گوشت کی یا دو کھر بکری کے اچھے ملیں گے تو ضرور آئیں عشاء کی نماز میں"۔ [موطا امام مالك ۔ جلد اول ۔ كتاب صلوة الجماعة ۔ حديث ۲۶۳]

---

[15] صغیرہ گناہ پر اصرار چونکہ اس کو گناہ کبیرہ میں تبدیل کر دیتا ہے؛ تو مستقل تراویح کی جماعت کا ترک ایک خطرناک فعل ہے۔

فرض نماز کی جماعت سے رخصت کے شرعی عذر انتہائی محدود ہیں؛؛؛؛

- ✓ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ **میں نابینا ہوں** اور میرا گھر دور ہے اور جو مجھ کو لے کر آتا ہے وہ میرا تابع نہیں ہے تو کیا ایسی صورت میں **میرے لئے گھر پر نماز پڑھنے کی اجازت ہے**؟"۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ "کیا تو اذان کی آواز سنتا ہے؟"۔ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے کہا "ہاں (میں اذان کی آواز سنتا ہوں)"۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "تب میں تیرے لئے **کوئی گنجائش نہیں پاتا**"۔ **[سنن ابوداؤد۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۵۴۹]**

فرض نماز کی جماعت انفرادی نماز (شرعی عذر کے ساتھ[16]) پر افضلیت رکھتی ہے؛؛؛؛

- ✓ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز تنہا نماز پر **ستائیس درجہ** ثواب زیادہ ہے۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ اذان کا بیان۔ حدیث ۶۲۲]**
- ✓ ابو سعید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے **پچیس درجے** زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ اذان کا بیان۔ حدیث ۶۲۳]**

فرض نماز کی جماعت میں امام کو قیام میں تخفیف کرنے کا حکم ہے؛؛؛؛

- ✓ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "میں فلاں فلاں آدمی کی وجہ سے جو ہمیں بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے نماز سے رہ جاتا ہوں"۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اس دن سے زیادہ غصہ میں کبھی نہیں دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا "اے لوگو تم میں سے بعض تنفر کرنے والے ہیں تم میں سے **جو لوگوں کی امامت کرے تو وہ تخفیف کرے** کیونکہ اس کی اقتداء میں بوڑھے کمزور اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں"۔ **[صحیح مسلم۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۱۰۳۹]**

فرض نماز کی جماعت میں مفصلات کی قرات سنت ہے؛؛؛؛

- ✓ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ "میں نے کسی کی اقتداء میں نماز ادا نہیں کی جو کہ رسول کریم ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہو لیکن فلاں شخص البتہ وہ رسول کریم ﷺ کی نماز کے زیادہ مشابہ ہے"۔ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "وہ نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں ہلکی پڑھتے تھے اور آپ ﷺ ہلکا

---

[16] بغیر شرعی عذر کے انفرادی فرض نماز فرضیت کو تو ساقط کر دیتی ہے؛ مگر ترک جماعت کے باعث کبیرہ گناہ کی حامل ہوتی ہے؛ اور کسی عمل کا؛ گناہ کبیرہ کی موجودگی میں؛ کسی بھی درجہ میں اللہ کے فضل کا حامل ہونے کی کوئی شرعی اور عقلی دلیل نہیں ہے۔ در حقیقت یہ شرعی عذر کو معمول بنانے والوں کے لیے تنبیہ ہے کہ ان کی شرعی عذر کے ساتھ انفرادی فرض نماز؛ باجماعت نماز سے پچیس یا ستائیس درجہ ناقص ہے۔

کرتے تھے نماز **عصر** کو اور آپ ﷺ نماز **مغرب** میں مفصل کی چھوٹی سورت پڑھتے تھے اور نماز **عشاء** میں مفصل کی متوسط سورت تلاوت فرماتے تھے اور نماز **فجر** میں مفصل کی طویل سورت تلاوت فرماتے"۔ **[سنن نسائی۔ جلد اول۔ نماز شروع کرنے سے متعلق احادیث۔ حدیث ۹۸۷]**

فرض نماز کی جماعت میں رکوع و سجود میں تسبیحات کی سنت مقدار ؛؛؛؛

- ✓ **اعلیٰ ترین مقدار؛** حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ اس جوان کی نماز حضور ﷺ کی نماز کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہے۔ حضرت ابن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے **رکوع و سجود کی تسبیحات** کے بارے میں اندازہ کیا کہ وہ **تقریباً دس دفعہ** پڑھتے تھے۔ **[معارف الحدیث ؛ حصہ سوم ؛ کتاب الصلوۃ ؛ صفحہ نمبر ۱۶۴]**
- ✓ **قابل قبول مقدار؛** ابن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو **تین مرتبہ** (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ) پڑھے تو اس کا رکوع مکمل ہو گیا اور یہ اس کی **کم سے کم مقدار** ہے اور جب سجدہ کرے تو **تین مرتبہ** (سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى) کہے اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ اس کی **کم سے کم مقدار** ہے۔ **[جامع ترمذی ۔ جلد اول ۔ نماز کا بیان ۔ حدیث ۲۵۲]**

فرض نماز کی جماعت کے قومہ و جلسہ میں اعتدال سنت ہے ؛؛؛؛

- ✓ ۔۔۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم نماز ادا کرنا چاہو تو تم ٹھیک طریقہ سے وضو کرو۔ پھر کھڑا ہو اور قبلہ رخ ہو کر تکبیر پڑھو۔ پھر قرآن کریم پڑھو اس کے بعد تم سکون اور اطمینان کے ساتھ رکوع کرو پھر تم سر اٹھاؤ اور **سکون کے ساتھ سیدھا کھڑے ہو جاؤ** پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو۔ جس وقت تم اس طریقہ سے کر لوگے تو تم (واقعی صحیح طریقہ سے) نماز ادا کر لوگے اور تم اس میں جس قدر کمی کرو گے تو تم در حقیقت نماز میں کوتاہی کے مرتکب ہو گے۔ **[سنن نسائی ۔ جلد اول ۔ نماز شروع کرنے سے متعلق احادیث ۔ حدیث ۱۰۵۸]**
- ✓ انس رضی اللہ عنہ ہمارے سامنے نبی ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے تھے؛ تو وہ نماز پڑھ کر بتاتے تھے پس جس وقت وہ **اپنا سر رکوع سے اٹھاتے** تو اتنے کھڑے رہتے کہ ہم کہتے کہ یقیناً یہ (سجدے میں جانا) بھول گئے۔ **[صحیح بخاری ۔ جلد اول ۔ اذان کا بیان ۔ حدیث ۷۷۲]**
- ✓ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اس بات میں کمی نہ کروں گا، کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ میں نے نبی ﷺ کو پڑھاتے دیکھا ہے۔ ثابت کہتے ہیں کہ "انس بن مالک رضی اللہ عنہ ایک بات ایسی کرتے تھے کہ میں نے تم لوگوں کو وہ عمل کرتے نہیں دیکھا؛ وہ جب **اپنا سر رکوع سے اٹھاتے** تو اتنا کھڑا رہتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ کرنا) بھول گئے، اور **دونوں سجدوں کے**

درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھتا، کہ وہ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ اذان کا بیان۔ حدیث ۷۹۳]**

جبکہ۔۔۔۔

نفل نماز اور اس کی جماعت کی بنیاد ترغیب ہے نہ کہ وعید[17]؛؛؛؛

- ✓ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ **تراویح پڑھنے کی ترغیب دلاتے تھے** مگر آپ ﷺ اصرار کے ساتھ **حکم نہیں فرماتے** تھے آپ ﷺ فرماتے تھے "جو شخص ماہِ رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ تراویح پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا"۔ پھر آپ ﷺ کی وفات ہو گئی اور طریقہ یہی رہا؛ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا اور یہ سلسلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک جاری رہا۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ اذان کا بیان۔ حدیث ۷۷۳]**

نفل نماز کی جماعت سے رخصت کے جائز عذرات میں وسعت ہے؛؛؛؛

دین میں جو نسبت فرض اور نفل میں ہے؛ وہی نسبت شرعی اور جائز عذر میں ہے۔ شرعی اور جائز عذر کا فرق گزشتہ حاشیہ میں بیان ہو چکا۔

- ✓ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ ۔۔۔۔ **[سورة الحج؛۷۸]** اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور **دین میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی۔**
- ✓ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا "**(دین میں) آسانی کرو** اور سختی نہ کرو؛ لوگوں کو خوشخبری سناؤ اور (زیادہ تر ڈرا کر انہیں) متنفر نہ کرو"۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ علم کا بیان۔ حدیث ۶۹]**

---

[17] اس نقطہ کے بیان کرنے کا مقصد محض شریعت میں فرض اور نفل کے بیچ فرق واضح کرنا ہے؛ ورنہ ہم امتیوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی تراویح کی نماز کی ترغیب اور اس کی جماعت پر حرص کے باوجود امت پر فرض ہونے کے خوف سے مداومت اختیار نہ کرنا ہی اس نماز اور اس کی جماعت کی اہمیت واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ اب تو اس نفل نماز اور اس کی جماعت کا ترک اوپر بیان کردہ چار حالات میں ہی ممکن ہے؛ یعنی بطور قابل قبول؛ بطور صغیرہ گناہ؛ بطور کبیرہ گناہ یا بطور کفر مجازی۔

نفل نماز کی جماعت انفرادی نفل نماز پر افضلیت نہیں رکھتی ہے ؛؛؛؛

نفل نماز کی جماعت کی انفرادی نفل نماز پر افضلیت کی کوئی قرآن وحدیث پر مبنی دلیل میرے ناقص مطالعہ سے نہیں گزری اور منطقی طور پر امت کا اپنے رسول ﷺ سے افضل عمل پر مداومت ممکن ہی نہیں ہے۔ اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد خلیفہ الرسول حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ؛جو اجماع امت کے مطابق میراث رسول ﷺ (یعنی علم نبوت) میں سب سے آگے اور تمام انبیاء کے بعد افضل ترین بشر ہیں ؛کیا ان کے لیے بھی یہ افضلیت ایک پوشیدہ امر تھی ؟ جبکہ وہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ اب ان کے اس فضیلت کے حصول میں کوئی مانع نہیں ہے اور نہ ہی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امت کو ایک امام کے پیچھے جمع فرماتے ہوئے تراویح کی جماعت کی افضلیت کو علت قرار دیا۔

بہر کیف شریعت میں کسی عمل کی افضلیت ایک مختلف امر ہے اور اس عمل میں موجو د برکتوں ؛رحمتوں اور کراماتوں کی شکل میں موجود عمومی و خصوصی فوائد ایک مختلف امر ہے۔ تراویح کی جماعت کے عمومی و خصوصی فوائد اہل دل سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ جن میں سے چند چیدہ فوائد مندرجہ ذیل ہیں۔۔۔

- حفاظ کو قرآن سے اپنے تعلق کو بحال کرنے اور اپنے حفظ قرآن کو دہرانے کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔
- غیر حفاظ مقتدیوں کو رسول اللہ ﷺ کے قیام الیل کے نوافل میں ؛طویل قیام والی سنت ؛سے مشابہت نصیب ہوتی ہے۔
- حفاظ آئمہ الصلوۃ کے لیے مقتدیوں کو قرآن سنانے میں ؛رسول اللہ ﷺ کا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قرآن سنانے کی سنت سے ؛مشابہت نصیب ہوتی ہے۔
- مقتدیوں کو حفاظ آئمہ الصلوۃ سے قرآن کی سماعت کے ذریعے ؛حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ سے قرآن سماعت کرنے کی سنت سے ؛مشابہت نصیب ہوتی ہے۔
- آئمہ الصلوۃ اور مقتدیوں کو اس نماز میں طویل قیام اور تلاوت قرآن کی سماعت کے باعث وہ انسیت پیدا ہوتی ہے ؛جو ان کو اپنی دیگر با جماعت فرض اور انفرادی نفل نمازوں کو قابل قبول حالت اور پھر اعلٰی ترین حالت میں بدلنے کی خواہش پیدا کرتی ہے۔
- عربی زبان کا فہم رکھنے والوں کو تدبر قرآن کے ذریعے اپنے ایمان اور اپنے اعمال کے احتساب کا بہترین موقع نصیب ہوتا ہے۔

- اگر خوش نصیبی سے کسی خوش الحان مرتل قاری کی اقتدا نصیب ہو جائے؛ تو عربی زبان کا فہم رکھنے یا نہ رکھنے والے دونوں طرح کے مقتدیوں کو قرآن کی وہ لذت نصیب ہوتی ہے جو ان کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتی ہے۔
- اپنے قیام اور سماعتِ قرآن کی لذت میں اضافہ کے لیے؛ عربی زبان کا فہم نہ رکھنے والوں کو قرآن کے فہم کے حصول کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔
- اپنے باطنی ایمان کو جانچنے کا موقع نصیب ہوتا ہے؛ کہ کیا ہمارا ایمان؛ ان میدان میں کھڑے کھلاڑیوں؛ ٹکٹوں کی قطار میں لگے تماش بینوں اور دنیاوی ساز و سامان کے حصول کے لیے قطاروں میں منتظر لوگوں سے بھی گیا گزرا ہے؛ جو یہ سب کچھ اللہ سے کسی اجر کی امید کے بغیر کر رہے ہیں؛ جبکہ ہم اللہ کے راستہ میں ایک تہائی؛ نصف یا دو تہائی رات کے قیام کے اجر کے امیدوار بھی ہیں۔ [وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا [سورة النساء؛ ۱۰۴] اور ان (دشمن) لوگوں کا تعاقب کرنے سے ہمت نہ ہارو، **اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو تو وہ بھی تمہاری طرح تکلیف اٹھاتے ہیں، حالانکہ تم اللہ سے جس چیز کے امیدوار ہو وہ نہیں ہیں**، اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔]
- اپنے باطنی ایمان اور جسمانی استطاعت کو جانچنے کا موقع نصیب ہوتا ہے؛ کہ اگر ہم اللہ کے راستہ میں ایک تہائی؛ نصف یا دو تہائی رات کا قیام نہیں کر سکتے؛ تو جہاد فی سبیل اللہ کے حکم کی تعمیل کیسے کر سکیں گے۔ [انْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ [سورة التوبة؛ ۴۱] نکلو تم ہلکے ہو یا بوجھل اور اپنے مالوں اور **جانوں سے اللہ کی راہ میں لڑو**، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو۔]

نفل نماز کی جماعت میں قیام میں طوالت سنت ہے؛؛؛؛

- ✓ **قرآن کے مطابق؛** قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۞ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۞ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا [سورة المزمل؛ ۲۔۴] رات کو قیام کر مگر تھوڑا سا حصہ۔ **آدھی رات** یا اس میں سے **تھوڑا سا حصہ کم** کر دے۔ یا **اس پر زیادہ** کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔
- ✓ **قرآن کی گواہی؛** إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَى مِنْ ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصُوهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ۔۔۔ [سورة المزمل؛ ۲۰] بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں (کبھی) **دو تہائی رات** کے قریب اور (کبھی) **آدھی رات** اور (کبھی) **تہائی**

رات (نماز تہجد) میں کھڑے ہوتے ہیں، اور اللہ ہی رات اور دن کی پیمائش کرتا ہے، اسے معلوم ہے کہ تم اس کو نباہ نہیں سکتے سو اس نے تم پر رحم کیا، پس **پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو**۔۔۔۔

- ✓ **رسول اللہ ﷺ کا رمضان کی تراویح کی نفل نماز میں عمل**؛ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ماہِ رمضان میں رسول ﷺ کے ساتھ روزے رکھے آپ ﷺ نے ہمیں کسی رات کو بھی نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ (رمضان ختم ہونے میں) سات راتیں باقی رہ گئیں پھر آپ ﷺ کھڑے ہو گئے ہمارے ساتھ **تہائی رات تک** پھر جب چھ راتیں باقی رہ گئی تو آپ ﷺ کھڑے نہیں ہوئے، پھر جب پانچ راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے **نصف شب تک**، ہم نے عرض کیا "یا رسول ﷺ کاش آج آپ ﷺ مزید کھڑے رہتے" آپ ﷺ نے فرمایا "جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر فراغت پائے تو اس کو ساری رات کھڑے رہنے کا ثواب ملے گا"؛ اور جب چار راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ کھڑے نہیں ہوئے اور جب تین راتیں باقی رہ گئیں تو آپ ﷺ نے اپنے تمام اہل خانہ کو اور لوگوں کو جمع فرمایا پس آپ ﷺ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ہم کو **خوف ہوا کہ فلاح نکل جائے گی** (راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ "فلاح کیا چیز ہے؟" حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "فلاح سے مراد سحری کھانا ہے") پھر آپ ﷺ چاند رات تک کھڑے نہیں ہوئے۔ [**سنن ابو داؤد۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۱۳۷۱**]
- ✓ **رسول اللہ ﷺ کا کسوف کی نفل نماز میں عمل**؛ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا تو آپ ﷺ نے **بہت زیادہ دیر تک قیام کیا** پھر رکوع کیا۔۔۔۔ آپ ﷺ فارغ ہوئے تو **سورج روشن ہو چکا تھا**۔ [**صحیح مسلم۔ جلد اول۔ سورج گرہن کا بیان۔ حدیث ۲۰۸۹**]
- ✓ **صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل**؛ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) کے زمانہ میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باجماعت) بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور قاری صاحب سو سو آیات والی سورتیں پڑھتے تھے اور لوگ **لمبے قیام کی وجہ سے** حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں لاٹھیوں کا سہارا لیتے۔ [**السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶ باب مَا رُوِیَ فِی عَدَدِ رَکَعَاتِ الْقِیَامِ فِی شَہْرِ رَمَضَانَ**]
- ✓ روایات میں ہے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سو سو آیات پڑھا کرتے تھے؛ حتی کہ مقتدی حضرات **قیام لمبا ہونے کی وجہ** سے لاٹھیوں پر سہارا لیتے، اور **فجر کے قریب** ہی وہاں سے جاتے تھے۔ [**مصنف ابن أبي شيبة**]

نفل نماز میں قیام پر؛ فرض نماز کے قیام کی طرح تخفیف کا حکم؛ نہ کسی قولی حدیث یا اثر سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی عملی حدیث یا اثر سے؛ بر خلاف پیش کردہ دلائل سے اس کا مخالف مؤقف ثابت ہے۔ اور نہ ہی ہر دو

رکعت کے بعد امام کے بدلنے پر کوئی قد غن ہے اور نہ ہی کسی جائز عذر کے باعث مقتدیوں کا سلام کے بعد ترک جماعت پر کوئی شرعی روک ٹوک۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق اجر کا حقدار ہو گا اور امام کے ساتھ تراویح کی نماز کی تکمیل کرنے والا کامل اجر کا؛ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا قول ہے "۔۔۔ جو شخص امام کے ساتھ اس کے فارغ ہونے تک نماز میں شریک رہا اس کے لئے پوری رات کا قیام لکھ دیا گیا۔۔۔ [جامع ترمذی۔ جلد اول۔ روزوں کے متعلق ابواب۔ حدیث ۷۹۰] "۔ مگر عصر حاضر میں اس حدیث کو بنیاد بناتے ہوئے؛ قرآن و حدیث پر مبنی دیگر تمام عملی دلائل کو پس پشت ڈالتے ہوئے؛ بغیر کسی ثبوت کے؛ فرض نماز میں تخفیف کے سبب (یعنی بوڑھے کمزور؛حاجت مند لوگوں) کو نفل نماز میں تخفیف کے بے جا عذر کے طور پر استعمال کرتے ہوئے؛ تکمیل رکعات کو ہی اصل مطلوب ٹھہراتے ہوئے؛ تراویح کی باجماعت نماز کو بے روح اور اس کے تمام فوائد کو ہی حبط کر دیا جاتا ہے۔ [الا ما شاء اللہ]

نفل نماز کی جماعت میں تلاوت قرآن کی کثرت سنت ہے؛؛؛؛

- ✓ ۔۔۔ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۔۔۔ [سورۃ المزمل؛۲۰]۔۔۔ پس پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو۔۔۔
- ✓ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رمضان المبارک میں لوگوں کو قیام اللیل میں گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا۔ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سو سو آیات پڑھا کرتے تھے۔ [مصنف ابن أبي شيبة]
- ✓ اور عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے رمضان المبارک میں قراء کرام کو بلایا اور ان میں سب سے تیز قرات کرنے والے کو تیس آیات اور درمیانے کو پچیس، اور سست کو بیس آیات پڑھنے کا حکم دیا۔

تلاوت قرآن کا نصاب بیس رکعت تراویح میں					
تلاوت آیات قرآن ہر رکعت میں	رکعتوں کی تعداد	کل آیات قرآن کی تلاوت (روزانہ)	کل آیات قرآن کی تلاوت (29روزوں میں)	تعداد تکمیل قرآن (6،236)	تعداد اضافی آیات قرآن
100	20	2,000	58،000	9	1،876
30	20	600	17،400	2	4،928
25	20	500	14،500	2	2،208
20	20	400	11،600	1	5،364

تلاوت قرآن کا نصاب آٹھ رکعت تراویح میں					
تلاوت آیات قرآن ہر رکعت میں	رکعتوں کی تعداد	کل آیات قرآن کی تلاوت (روزانہ)	کل آیات قرآن کی تلاوت (29روزوں میں)	تعداد تکمیل قرآن 6،236	تعداد اضافی آیات قرآن
100	8	800	23،200	3	4،492
30	8	240	6،960	1	724
25	8	200	5،800	0	5،800
20	8	160	4،640	0	4،640

مندرجہ بالا آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور اس کی بنیاد پر تلاوت قرآن کے نصاب کا تخمیناواضح کرتا ہے کہ تراویح میں ختم قرآن نہ ہی کوئی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا سنت صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اور نہ ہی کبھی یہ تراویح کا مطلوب و مقصود تھا؛ بلکہ وہ اضافی فیض تھا جو تراویح کے ساتھ ہر حال میں لازم وملزوم ہے۔ تکمیل رکعات کی طرح؛ ختم قرآن بھی جب مطلوب ومقصود کا روپ ڈھال لیتا ہے تو آئمہ حضرات اور مقتدیوں کا مطمح نظر صرف اس مطلوب ومقصود کے حصول کے محدود رہ جاتا ہے اور اس مطلوب ومقصود کے حصول کے ساتھ ہی باقی ماندہ رمضان کی تراویح میں؛ تلاوت قرآن پاک ایک بوجھ کی شکل اختیار کرلیتا ہے جس سے بری ذمہ ہونے کے لیے آئمہ حضرات قرآن پاک کی آخری دس سورتوں کو یا تین آیات کے کم از کم نصاب کو اپنے لیے مختص فرمالیتے ہیں۔[الا ما شاء الله] اور یہ سب دین کے نام پر ہم اجتماعی طور پر رمضان کے بابرکت ترین اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عبادات میں شدت اختیار کرنے والے آخری عشرہ میں اختیار کرتے ہیں۔"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا،"جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا؛ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کمربستہ ہوجاتے؛اس کی راتوں کو زندہ رکھتے(یعنی شب میں بیدار رہتے)اور گھروالوں کو بھی جگایا کرتے۔" [متفق علیه]"؛ جبکہ ہمارے اہل علم حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو بھی بخوبی جانتے ہیں کہ "۔۔۔ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔[صحیح بخاری ۔ جلد سوم ۔ دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان ۔ حدیث ۱۴۴۰] "۔تو جس تراویح کا خاتمہ مذاق کی صورت میں ہو؛ تو اس سے ایمان اور احتساب کا حصول تو کُجا؛ اس کا تو اجر ہی ایک مشکوک امر ہے۔

تراویح کی نماز میں تلاوت قرآن پاک پر مندرجہ ذیل حالات میں سی کسی ایک کا اطلاق ہو سکتا ہے۔۔۔۔

اَ. تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛اعلیٰ ترین والی حالت(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل اور افضل ترین عمل کے عین مطابق عمل؛مثلاً مکمل قرات کے ساتھ ترتیل والی تلاوت؛ تدبر اور خشیت کے ساتھ)

ب۔ تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛ قابل قبول والی حالت (اعلٰی ترین عمل میں جواز والے عمل کی شمولیت؛ مثلاً حدر کے درجہ والی تلاوت؛ عربی زبان سے ناواقفیت کے باعث تدبر اور خشیت کی غیر موجودگی)

ت۔ تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛ صغیرہ گناہ والی حالت (قابل قبول عمل میں مکروہ اعمال کی شمولیت؛ مثلاً لحن خفی کے ساتھ تلاوت؛ عربی زبان کے فہم کے باوجود تدبر قرآن اور خشیت کے حصول کی کوشش ہی نہ کرنا؛ قرآن کی سماعت کی طرف توجہ ہی نہ دینا اور دنیاوی امور پر اختیاری طور پر سوچنا)

ث۔ تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛ عملی نفاق والی حالت (تلاوت قرآن پاک کی اعلٰی ترین یا قابل قبول حالت کی اہمیت سے انکار کرتے ہوئے مجبوراً سستی اور بے دلی کے ساتھ اس کی ادائیگی یا سماعت)

ج۔ تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛ کبیرہ گناہ والی حالت (قابل قبول یا صغیرہ گناہ والی حالت والی تراویح کی جماعت میں حرام عمل کی شمولیت؛ مثلاً لحن جلی کے ساتھ تلاوت؛ آیات میں معنوی غلطیاں کرنا)

ح۔ تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛ کفر مجازی والی حالت (اس حالت کا اطلاق نہیں ہو سکتا)

خ۔ تلاوت قرآن پاک کی؛؛؛ کفر حقیقی والی حالت (اس حالت کا اطلاق نہیں ہو سکتا)

نفل نماز کی جماعت میں رکوع و سجود میں تسبیحات کی سنت مقدار؛؛؛؛

- ✓ **اعلٰی ترین مقدار؛** حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے میں غور کیا تو میں نے آپ ﷺ کا قیام رکوع اور رکوع کے بعد اعتدال پھر سجدے میں پھر آپ ﷺ کا دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا پھر سجدہ اور اس کے بعد بیٹھنا سلام کے درمیان اور نماز سے فارغ ہونا تقریباً برابر تھے۔ [صحیح مسلم۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۱۰۵۲]
- ✓ **قابل قبول مقدار؛** حضرت سعید بن جبیر ؒ سے ابو داؤد اور نسائی نے روایت کیا ہے کہ حضرت انس ؓ نے حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ کے متعلق فرمایا کہ اس جوان کی نماز حضور ﷺ کی نماز کے ساتھ بہت ہی مشابہ ہے۔ حضرت ابن جبیر ؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ہم نے حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ کے رکوع و سجود کی تسبیحات کے بارے میں اندازہ کیا کہ وہ تقریباً دس دفعہ پڑھتے تھے۔ [معارف الحدیث ؛ حصہ سوم ؛ کتاب الصلوۃ ؛ صفحہ نمبر ۱۶۴]

نفل نماز کی جماعت کے قومہ و جلسہ میں اعتدال سنت ہے؛؛؛؛

- ✓ ۔۔۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس وقت تم نماز ادا کرنا چاہو تو تم ٹھیک طریقہ سے وضو کرو۔ پھر کھڑا ہو اور قبلہ رخ ہو کر تکبیر پڑھو۔ پھر قرآن کریم پڑھو اس کے بعد تم سکون اور اطمینان کے ساتھ رکوع کرو پھر تم سر اٹھاؤ اور سکون کے ساتھ سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر تم اطمینان سے سجدہ کرو۔ جس وقت تم اس طریقہ سے کر لو گے تو تم (واقعی صحیح طریقہ سے) نماز ادا کر لو گے اور تم اس میں جس قدر کمی کرو

گے تو تم در حقیقت نماز میں کوتاہی کے مرتکب ہو گے۔ **[سنن نسائی۔ جلد اول۔ نماز شروع کرنے سے متعلق احادیث۔ حدیث ۱۰۵۸]**

- ✓ انس ﷛ ہمارے سامنے نبی ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے تھے؛ تو وہ نماز پڑھ کر بتاتے تھے پس جس وقت وہ **اپنا سر رکوع سے اٹھاتے** تو اتنے کھڑے رہتے کہ ہم کہتے کہ یقیناً یہ (سجدے میں جانا) بھول گئے۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ اذان کا بیان۔ حدیث ۷۷۲]**
- ✓ انس بن مالک ﷛ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اس بات میں کمی نہ کروں گا، کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ میں نے نبی ﷺ کو پڑھاتے دیکھا ہے۔ ثابت کہتے ہیں کہ "انس بن مالک ﷛ ایک بات ایسی کرتے تھے کہ میں نے تم لوگوں کو وہ عمل کرتے نہیں دیکھا؛ وہ جب **اپنا سر رکوع سے اٹھاتے** تو اتنا کھڑا رہتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ کرنا) بھول گئے، اور **دونوں سجدوں کے درمیان** اتنی دیر تک بیٹھے رہتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھتا، کہ وہ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے۔ **[صحیح بخاری۔ جلد اول۔ اذان کا بیان۔ حدیث ۷۹۳]**

تلاوت قرآن؛ ترتیل یا حدر

ترتیل کے لغوی معنی ہیں ترتیب دینا اور نظم و نسق کرنا۔ یہ لفظ مہلت دینا؛ بنا جلد بازی کیے؛ اطمینان سے کوئی کام کرنا؛ واضح کرنا؛ خوب صورت بنانا اور عمدہ بنانا ہیں۔ "**التَّرْتِیلُ**"؛ یہ قرآن کریم کی تلاوت ہے جو طمانینت اور توجہ کے ساتھ، سمجھنے اور غور و فکر کے ساتھ، تجوید کے احکام کی رعایت کرتے ہوئے، حرفوں کے مخارج کی دیکھ بھال کرتے ہوئے اور وقف کے قواعد کی پابندی کے ساتھ کی جائے۔

"**حدر**" قرآن کریم پڑھنے کے درجات میں سے ایک درجہ ہے، اس کا مطلب قصر، سکون، اختلاس، بدل، ادغامِ کبیر، تخفیفِ ہمزہ وغیرہ (یہ سب تجوید کے مصطلحات ہیں) کی رعایت کرتے ہوئے آسان، تیز اور ہلکی پھلکی قرأت کرنا، ادائیگی حروف کے طریقے میں خلل کے بغیر، بلکہ سکون، حرکات، غنہ وغیرہ کی رعایت کرتے ہوئے ہر حرف اپنے مخرج سے نکلے۔ ترتیل کی اس نوع کو "حدر" کہتے ہیں۔

- ✓ **قرآن کا حکم؛**۔۔۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا **[سورۃ المزمل؛ ۴]**۔۔۔ اور **قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر** پڑھا کرو۔
- ✓ رسول اللہ ﷺ کی سنت؛ حضرت حذیفہ ﷛ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ ﷺ نے سورت البقرہ شروع فرمادی۔۔۔۔ پھر آپ ﷺ نے سورت نساء شروع فرمادی پوری سورت پڑھی پھر آپ ﷺ نے سورت آل عمران شروع فرمادی اس کو آپ ﷺ نے **ترتیل اور خوبی کے ساتھ پڑھا**؛ جب آپ ﷺ اس آیت سے گزرتے کہ جس میں تسبیح ہوتی تو آپ ﷺ

"سُبْحَانَ اللّٰہِ" کہتے اور جب آپ ﷺ کسی ایسے سوال سے گزرتے تو آپ ﷺ سوال فرماتے اور جب آپ ﷺ تعوذ والی آیت پر سے گزرتے تو آپ ﷺ پناہ مانگتے۔۔۔۔[صحیح مسلم۔ جلد اول ۔ مسافروں کی نماز اور قصر کے احکام کا بیان۔ حدیث ۱۸۰۸]

قرآن پاک کو اچھی طرح ترتیل کے ساتھ پڑھنا ہی سنت رسول ﷺ ہے۔ قرآن کا مقصد تدبر اور تفکر ہے؛ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے تدبر میں مدد ملتی ہے۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی تلاوت کے متعلق بیان فرمایا کہ "آپ ﷺ ایک ایک حرف کو واضح کر کے پڑھا کرتے تھے"۔ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "آپ ﷺ قرآن کریم کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے جس سے بڑی دیر میں سورت ختم ہوتی تھی"۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کا وصف پوچھا جاتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ "خوب مد کر کے حضور ﷺ پڑھا کرتے تھے"۔ پھر "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر سنائی جس میں لفظ "اللہ" پر، لفظ "رحمن" پر، لفظ "رحیم" پر مد کیا۔ ابن جریج میں ہے کہ ہر ہر آیت پر آپ پورا وقف فرمایا کرتے تھے جیسے "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر وقف کرتے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" پڑھ کر وقف کرتے، "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر وقف کرتے، "مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ" پڑھ کر ٹھیرتے۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ ترتیل صرف تدبر کی وجہ سے مستحب نہیں ہے؛ بلکہ اس آدمی کے لئے بھی ترتیل سنت ہے جو قرآن کے معانی نہ سمجھتا ہو، اس لئے کہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے سے دل پر بھی زیادہ اثر ہوتا ہے۔

تعداد رکعات

✓ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اور (اس وقت) آپ ﷺ منبر پر تھے کہ "رات کی نماز کے بارے میں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟"؛ آپ ﷺ نے فرمایا کہ "دو دو رکعت (پڑھنی چاہئیں)؛ پھر جب تم میں کسی کو صبح (ہو جانے) کا خوف ہو، تو ایک رکعت (اور) پڑھ لے، اور وہ ایک رکعت اس کے لئے جس قدر پڑھ چکا (سب کو) وتر کر دے گی"۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے کہ "رات کو اپنی آخری نماز کو وتر بناؤ"۔ [صحیح بخاری۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۴۶۳]

مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں تراویح کی غیر مقلدین کی آٹھ رکعتیں؛ احناف کی بیس رکعتیں؛ مالکی مکتب فکر کی چھتیس رکعتیں؛ ایام حرہ (۶۳ھ) کے قریب اہل مدینہ کی اڑتیس رکعتیں اور عصر حاضر میں حرمین شریفین میں دس رکعتیں؛ تمام کی تمام رسول ﷺ کی قولی سنت کے عین مطابق ہیں۔

متفق علیہ امر ہے کہ فرض نماز کے بر خلاف؛ انفرادی نفل نماز میں تعداد رکعت کا تعین لازمی نہیں ہے؛ بلکہ مندرجہ بالا حدیث کے مطابق صرف جفت ہونا لازمی ہے؛ مگر اگر یہی انفرادی نماز؛ اجتماعی شکل میں ادا کیا جائے اور رسول اللہ ﷺ سے اجتماعی شکل کی کوئی قطعی دلیل بھی موجود نہ ہو؛ تو انتظامی نقطہ نظر سے کسی ایک جفت عدد پر متفق ہونا لازمی ہے ورنہ معاشرہ میں یہ عبادت اپنی اجتماعیت کے ظاہری حسن سے محروم ہو جائے گی اور مزید تفرقہ کا باعث بنے گی۔ اس جفت عدد کے تعین کی ذمہ داری اس پر ہے جو اس عدد کے نفاذ پر قادر بھی ہو یعنی "مسلمانوں کا حاکم"۔

رسول اللہ ﷺ سے قیام الیل کی صورت میں انفرادی نفل نماز کی آٹھ رکعتیں صحیح احادیث کی روشنی سے ثابت ہیں مگر رمضان المبارک میں تراویح کی صورت میں اجتماعی نفل نماز کی تعداد رکعات؛ میرے ناقص مطالعہ کی حد تک کسی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے؛ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ مصنف ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خبر واحد اس سلسلہ کی واحد دلیل ہے؛ جس کی صحت پر غیر مقلدین کو کلام اور مقلدین کو جواباً امت کے عمل تواتر کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

بہر کیف کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کی طرح؛ ایک تہائی رات میں آٹھ رکعت تراویح کو بنیاد بناتے ہوئے اور دو تہائی رات قیام کرنے والے نمازیوں کی آسانی اور سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے؛ بیس رکعت تراویح بھی محض خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک انتظامی امر ہو۔ جس کے باعث سلف میں مختلف تعداد کی روایات ملنے کے باوجود یہ امر کبھی بھی ان کے درمیان باعث نزاع نہیں رہا اور نہ ہی قیام الیل کی متفق علیہ آٹھ رکعتوں کے راویوں نے بیس رکعت تراویح کو رسول اللہ ﷺ کی قولی سنت کے خلاف پایا۔ کیونکہ ان کا اصل ہدف ظاہر میں قرآن پاک سے مزین طویل قیام اور باطن میں اس ایمان واحتساب کا حصول تھا؛ جو اس تراویح کی سنت کا اصل مطلوب ہے۔ جبکہ عصر حاضر میں؛ بغیر مبالغہ ذاتی مشاہدہ پر مبنی؛ ہم مقلدوں کی مساجد میں بیس رکعت تراویح کی سنت کی اہمیت کا احساس اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ غیر مقلدوں کی مساجد میں ادا کی جانے والی آٹھ رکعت تراویح سے بھی مختصر ہو چکی ہے [انا للہ و انا الیہ راجعون]۔

مزید براں مندرجہ بالا حدیث کے بعد آٹھ یا بیس رکعتوں کی تحقیق اور التزام ایک اضافی سنت کی اتباع کے طور پر ایک احسن عمل تو قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کی مثال تلاوت قرآن کی طرح ہے؛ جس کو قاری سنت کے مطابق ترتیل؛ خوش الحانی اور تجوید کے قواعد کی قولی و عملی سنتوں کے ساتھ ادا کر رہا ہو اور اضافی سنت

کے طور پر وہ ان مقامات پر بھی وقف کرے جو رسول اللہ ﷺ سے عملی طور پر ثابت ہیں۔ مگر اس اضافی عملی سنت کو امت میں باعث نزاع قرار دینا؛ کیا واقعی ہمارے دین کے مزاج سے مطابقت رکھتا ہے ؟۔

۱۴۴۶ کا رمضان گزر چکا اور ۱۴۴۷ کے رمضان کی تیاری میں تقریباً ایک سال ہے۔ تو مجھ جیسا ہر عامی کوشش کرے کے اپنی تراویح کی اجتماعی عبادت کو دنیا و آخرت میں نفع بخش اور کم از کم قابل قبول سطح تک لانے کی کوشش میں اس مضمون کو اپنی اپنی مساجد کے آئمہ الصلوۃ اور علماء تک پہنچائے۔ اور جواب میں آئمہ الصلوۃ اور علماء سے گزارش ہے کہ وہ آنے والے رمضان سے قبل اپنے مقتدیوں کی ذہن سازی کرنے کی کوشش کریں۔ اور جو حضرات اس مضمون کے مطالعہ کے بعد بھی؛ دین میں محض جواز کی چھتری کے سائے تلے؛ موجودہ بے روح تراویح کے ڈھانچے کو برقرار رکھنے پر بضد ہیں؛ تو ان کی خدمت میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ایک قول پیش خدمت ہے۔

- ✓ عمرو بن دینار روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا "جس نے عمرہ کے لئے کعبہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان میں طواف نہ کیا کہ آیا وہ اپنی عورت کے پاس آئے یا نہیں ؟"؛ انہوں نے کہا "نبی ﷺ (مدینہ سے) تشریف لائے؛ تو سات مرتبہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی اور صفا و مروہ کے درمیان میں طواف فرمایا؛ **پس اب صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لئے عمدہ پیروی ہے۔** [صحیح بخاری۔ جلد اول۔ نماز کا بیان۔ حدیث ۳۹۱]

جن مضامین کے حوالہ جات اس مضمون میں شامل ہیں ان کے مطالعہ کے لیے راقم کی کتاب "قوا انفسکم و اھلیکم نارا (ایڈیشن چہارم)" اور انفرادی مضامین مندرجہ ذیل مقامات پر موجود ہے۔

https://archive.org/details/@furqanuddin

https://ketabton.com/books?search=furqanuddin&lang=any&category=any